ازواجِ مطہرات

رضی اللہ تعالیٰ عنہن

مخدومِ اہلسنت، آبروئے سنیت، خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مردِ مومن، مردِ حق

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

  0092 303 2886671   /makhtarraza1011

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما   نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن

ماخوذ: فضائل صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم

از افادات

مخدومِ اہلسنت، آبروئے سنیت، خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مردمومن، مردحق

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

آن لائن پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

+92 303 2886671

ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن

رسول کریم ﷺ کو دنیا سے جو چیزیں محبوب و پسندیدہ تھیں انہی میں سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں اہلِ جنت کے سوا کسی سے نکاح نہ کروں تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرمالیا۔ (حاکم، طبرانی)

حضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے خود بھی حسنِ سلوک فرماتے تھے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جانا آپ کو محبوب تھا۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آقا و مولیٰ ﷺ کو اپنی ازواجِ مطہرات سے فرماتے ہوئے سنا، میرے بعد تم پر دل کھول کر خرچ کرنے والا سچا نیکوکار ہوگا۔ (مسند احمد)

اب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی شان میں چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ۔ (الاحزاب:۳۲)

''اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو''۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ بے مثل ہے، اُس کا قرآن بے مثل ہے، اُس کا رسول ﷺ بے مثل ہے اور اُس کے رسول ﷺ کی ازواج بھی بے مثل ہیں۔ اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ازواجِ مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ اُن سے افضل اور بے مثل ہیں۔

صدرُ الافاضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ''تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اَجر سب سے بڑھ کر ہے، جہان کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں''۔ (خزائن العرفان)

2۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ۔ (الاحزاب:٦)

''یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اِس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں''۔ (کنزالایمان از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں رسول کریم ﷺ کے مالک ومختار ہونے کی صفت بیان فرما کر آپ کی ازواجِ مطہرات کو تمام ایمان والوں کی مائیں قرار دیا ہے، اسی لیے ازواجِ مطہرات کو امہاتُ المؤمنین یعنی ''مومنوں کی مائیں'' کہا جاتا ہے۔ جس طرح ماں کا درجہ تمام عورتوں سے زیادہ ہوتا ہے، اسی طرح ازواجِ مطہرات تمام عورتوں سے اعلیٰ و افضل ہیں اور اُن کی تعظیم وتکریم سب مومنوں پر لازم ہے۔

3۔ وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ (الاحزاب:٢٩)

''اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو، تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے''۔ (کنزالایمان)

اس آیت میں آقا ومولیٰ ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی برکت سے ازواجِ مطہرات کو اجرِ عظیم کی بشارت دی گئی ہے۔ چونکہ تمام ازواجِ مطہرات نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی خاطر دنیا اور اس کی لذتوں اور آسائشوں کو ٹھکرا دیا اور اللہ ورسول ﷺ کی محبت کو تمام دنیا پر ترجیح دی اس لیے وہ اس بشارت کی مستحق ہوگئیں جو اس آیت میں مذکور ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام ازواجِ مطہرات جنتی ہیں۔

4۔ وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِھَا اَجْرَھَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَھَا رِزْقًا کَرِیْمًا۔ (الاحزاب:٣١)

''اور جوتم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے، ہم اسے اوروں سے دونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے''۔

(کنزالایمان از اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ)

رسول کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے پر رب تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کے لیے اجرِ عظیم کو دوگنا کرنے کی خوشخبری دی اور عزت والا رزق دینے کا اعلان بھی فرما دیا۔ ازواجِ مطہرات کے لیے دُگنے اجر کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے عمل کی دو جہتیں ہیں۔ اول: اللہ اور رسول کی اطاعت، دوم: رسول کریم ﷺ کی رضا جوئی۔

(تفسیر خزائن العرفان)

5۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔

''اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے''۔ (الاحزاب: ۳۳، کنزالایمان)

سورۃ الاحزاب کی اس سے سابقہ آیات میں رب کریم عزوجل نے ازواجِ مطہرات کی فضیلت و عظمت بیان فرما کر انہیں پرہیزگاری کی تلقین فرمائی اور اس آیت میں ان کی پاکیزگی کو بیان فرمایا۔ گویا جن مقدس خواتین کے سروں پر زوجیتِ مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کا مبارک تاج سجانا تھا، رب تعالیٰ نے انہیں طہارت و پاکیزگی کا پیکر بنا کر کاشانۂ نبوت کی زینت بنا دیا۔ اس آیت کے حوالے سے تفصیلی گفتگو پہلے ہو چکی ہے۔

6۔ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا۔

(الاحزاب: ۵۳)

''اور تمہیں (حق) نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو، اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی بیبیوں

سے نکاح کرو"۔(کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے اس لیے آقا و مولیٰ ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد کوئی ان سے نکاح نہیں کرسکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ کو روضۂ اقدس میں حقیقی جسمانی حیات حاصل ہے اس لیے بھی آپ کی ازواج دوسرا نکاح نہیں کرسکتیں۔ حیاتِ انبیاء کرام کے عقیدے پر تفصیلی دلائل فقیر کی کتاب "مزاراتِ اولیاء اور توسل" میں ملاحظہ فرمائیں۔ قرآن وحدیث کے مضامین کی امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ نے کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے،

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے　　مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اُسی آن کے بعد اُنکی حیات　　مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح　　اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

روح تو سب کی ہے زندہ اُن کا　　جسمِ پُرنور بھی روحانی ہے

7۔ تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْ اِلَیْکَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَیْکَ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلاَ یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَا اٰتَیْتَهُنَّ کُلُّهُنَّ۔ (الاحزاب:۵۱)

"(آپ کو اختیار ہے کہ) پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو۔ اور جسے تم نے کنارے (یعنی دور) کردیا تھا اُسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں، اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں"۔

(کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ)

رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ عدل و مساوات کا حکم دیا ہے لیکن اس آیت کریمہ کے ذریعے اپنے محبوب رسول ﷺ کو اس حکم سے مستثنیٰ فرما دیا۔اس کے باوجود آقا و مولیٰ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات سے عدل و مساوات کا سلوک فرماتے رہے۔ یہ اختیار عطا فرمانے کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ ازواجِ مطہرات آقا و مولیٰ ﷺ سے راضی رہیں اور یہ سمجھ لیں کہ جب حضور پر کوئی پابندی نہیں رہی تو اب آقا کریم جسے چاہیں جتنا وقت عنایت فرمائیں، انہیں کسی قسم کے اعتراض کا حق نہیں رہا۔

اُن کے لیے یہی غنیمت اور رب تعالیٰ کی نعمت ہے کہ انہیں محبوبِ کبریا ﷺ کی زوجیت میں ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ''اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُھُنَّ'' کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ کو ازواجِ مطہرات کی خوشی ملحوظ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اُن عورتوں پر غیرت کھاتی تھی جنہوں نے اپنی جان آقا و مولیٰ ﷺ کے لیے ہبہ کر دی تھی۔ میں نے عرض کی، کیا عورت اپنی جان ہبہ کر سکتی ہے؟ اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی تو میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی، میرے آقا! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔(بخاری و مسلم)

8۔ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَاءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ۔

''ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال، اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے''۔

(الاحزاب: ۵۲، کنزالایمان)

سورۃ الاحزاب کی آیت ۲۸ اور ۲۹ میں مذکور ہوا کہ ازواجِ مطہرات کو یہ اجازت دی گئی تھی کہ وہ چاہیں تو فقر و فاقہ اور تنگی کے ساتھ کاشانۂ نبوت میں رہیں اور چاہیں تو الگ ہو جائیں، تو سب ازواجِ مطہرات نے دنیاوی آسائشوں کو ٹھکرا کر سرکارِ دو عالم کا قرب پسند کیا۔ ان کے اس ایثار کو پسند فرما کر رب کریم نے اپنے محبوب رسول ﷺ سے فرمایا کہ اب کسی اور کو شرفِ زوجیت نہ بخشیں اور نہ ہی اِن میں سے کسی کو طلاق دیں۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ ممانعت ختم کرتے ہوئے اس آیت کے حکم کو منسوخ فرما دیا اور نکاح کی اجازت دیدی۔ لیکن پھر بھی سرکارِ دو عالم ﷺ نے کوئی نکاح نہیں کیا تاکہ ازواجِ مطہرات پر آپ کا یہ احسان رہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

9۔ وَاذْكُرْنَ مَايُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا۔ (الاحزاب: ۳۴)

''اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت، بیشک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے''۔ (کنزالایمان)

اس آیت مقدسہ میں رب تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات پر ایک خاص نعمت کا ذکر فرمایا ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں،

اے نبی کی بیویو! رب تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد رکھو کہ اس نے تمہیں ایسے گھروں میں آباد کیا جہاں اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور حکمت پڑھی جاتی ہے اور اس انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اپنے لطف و کرم سے نوازا۔ نیز رب تعالیٰ تمہارے متعلق پوری طرح باخبر ہے کیونکہ اس نے اپنے محبوب رسول ﷺ کی زوجیت کا شرف تمہیں عطا کیا ہے۔ حکمت سے مراد سنت ہے۔ (تفسیر طبری زیرِ آیت ھذا)

اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ نے امہاتُ المؤمنین سلام اللہ علیہن کو قرآن وسنت کے علوم یاد کرنے کی تلقین بھی فرمائی کیونکہ یہ خلوت گاہِ نبوت کی رازدار تھیں۔حضور کے گھر کے احوال واطوار کوان سے بہتر کون بیان کرسکتا تھا۔ازواجِ مطہرات نے اس حکم پر ایسا عمل کیا کہ وہ لوگوں کی بہترین راہنما اور معلمات بن گئیں اور بعض نے تو علومِ قرآن، روایتِ حدیث اور فقہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

خصوصاً اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تلامذۂ حدیث کی تعداد دوسو بیان ہوئی ہے جبکہ بکثرت صحابہ کرام آپ سے دینی مسائل میں استفادہ کرتے تھے۔صاحبِ فتاویٰ صحابیات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ امہاتُ المؤمنین میں سے حضرت اُمِ سلمہ، حضرت اُمِ حبیبہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے نام بھی مشہور ہیں۔

10۔ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۔(آل عمران:۴۲)

''اور جب فرشتوں نے کہا، اے مریم! بیشک اللہ نے تجھے چُن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا''۔(کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت اور ان کا اُسوقت میں سارے جہان کی عورتوں سے افضل ہونا بیان ہوا ہے۔اس کا سبب کثرتِ عبادت اور عفت و پاکیزگی کے علاوہ ایک نبی سے نسبت کا ہونا ہے یعنی آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔اسی طرح ازواجِ مطہرات کو دیگر جہان کی عورتوں پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ﷺ سے زوجیت کی نسبت رکھتی ہیں۔

اب امہاتُ المؤمنین سلام اللہ علیہن کے مختصر احوال پیش کیے جارہے ہیں۔

1۔اُم المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

رسول کریم ﷺ نے سب سے پہلا نکاح پچیس سال کی عمر مبارک میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جبکہ ان کی عمر چالیس سال تھی اور وہ قریش کی ایک بیوہ خاتون تھیں۔قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے انہیں نکاح کے پیغام بھیجے لیکن انہوں نے سب ٹھکرا دیے اور نبی کریم ﷺ کے لیے انہوں نے خود نکاح کی خواہش ظاہر کی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی عورت ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق فرمائی۔ آپ نے اپنا تمام مال حضور کی رضا کے لیے خرچ کیا۔آقا و مولیٰ ﷺ کی تمام اولاد آپ ہی سے پیدا ہوئی سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جو سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے خدیجہ کی محبت عطا کی گئی ہے۔

حضور ﷺ کو آپ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ کی حیات مبارکہ میں حضور نے دوسری شادی نہیں فرمائی۔آپ کا وصال بعثت کے دسویں سال ماہ رمضان میں ہوا۔آپ کی فضیلت میں یہ بات ہی کافی ہے کہ آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ ﷺ! برتن میں سالن اور کھانا لیکر خدیجہ آرہی ہیں۔جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوجائیں تو اُنہیں اُن کے رب کا اور میرا سلام کہیے گا اور اُنہیں جنت میں موتی کے محل کی بشارت دیجیے گا جس میں کوئی شور یا تکلیف نہیں ہے۔(بخاری،مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، مجھے نبی کریم ﷺ کی کسی زوجہ پر اتنا رشک نہیں آتا

جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر، حالانکہ میں نے اُنہیں دیکھا نہیں ہے لیکن آقا و مولیٰ ﷺ اکثر ان کا ذکر فرماتے رہتے ہیں۔(بخاری کتابُ المناقب)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اپنے زمانے کی عورتوں میں بہترین مریم بنت عمران علیہا السلام تھیں اور اپنے زمانے کی عورتوں میں بہترین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں۔(بخاری کتابُ المناقب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، تمام جہان کی عورتوں میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد ﷺ اور فرعون کی بیوی آسیہ کی فضیلت جاننا کافی ہے۔رضی اللہ عنہن اجمعین (ترمذی ابواب المناقب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احمدِ مختار ﷺ نے فرمایا، اہلِ جنت کی تمام عورتوں میں سے افضل ترین چار ہیں۔خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد ﷺ، فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران۔رضی اللہ عنہن اجمعین (مسند احمد، المستدرک، صحیح ابن حبان)

2۔اُم المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا قبیلہ قریش کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔بعثتِ نبوی کے اوائل میں اسلام لائیں اور اپنے شوہر کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی۔آپ جب حبشہ سے واپس مکہ مکرمہ آئیں تو خواب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے ہیں اور قدمِ اقدس ان کی گردن پر رکھا ہے۔آپ نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو انہوں نے کہا، اگر تم سچ کہتی ہو تو پھر تعبیر یہ ہے کہ میرا انتقال جلد ہوگا اور میرے بعد حضور ﷺ تمہیں چاہیں گے۔چنانچہ اسی طرح ہوا اور حضور ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ

سے نکاح فرمایا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”میں نے کسی عورت کو حسد سے خالی نہیں دیکھا سوائے حضرت سودہ کے“۔سخاوت وایثار میں بھی آپ نمایاں مقام رکھتی تھیں۔جب آپ پر بڑھاپے نے غلبہ کیا تو آپ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ سے کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔ میری تمنا صرف یہ ہے کہ کل قیامت میں میرا حشر آپ کی ازواجِ مطہرات میں ہو،اس لیے میں اپنی باری کا دن عائشہ کو سونپتی ہوں۔حضور ﷺ نے آپ کی خواہش منظور فرمالی۔آپ سے پانچ احادیث مروی ہیں۔

3۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام عائشہ اور لقب حمیرا اور صدیقہ ہیں۔سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔بچپن ہی سے ذہین اور دلیر تھیں۔آپ غزوہ اُحد میں مشک اٹھا کر زخمیوں کو پانی پلاتیں۔غزوۂ خندق میں خیمہ سے باہر نکل کر جنگ کا نقشہ دیکھا کرتیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تو وہ چھ سال کی تھیں اور انکی رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔(بخاری کتاب النکاح)

اس پر بعض مستشرقین نے نو سالہ لڑکی کو بیوی بنانے کے حوالے سے اعتراض کیا جس کے جواب میں بعض علماء نے تحقیق کے بعد مذکورہ روایت کو بعض دیگر روایات کے متعارض قرار دیا۔ان علماء کی تحقیق کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

یوسف بن ماہک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، جب یہ آیت (سورۃ القمر کی آیت ۴۶) حضور ﷺ پر مکہ میں نازل ہوئی تو ان دنوں میں ایک نو عمر لڑکی تھی

اور کھیلا کرتی تھی۔(بخاری کتاب التفسیر)

مفسرین کرام کے مطابق یہ سورۃ سال ۵ نبوی میں نازل ہوئی۔اسی سال سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جبیر بن مطعم کے گھر تشریف لے گئے جن سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پہلے منگنی ہو چکی تھی، تاکہ ان کے گھر والوں کو ان سے نکاح پر راضی کیا جائے۔وہ راضی نہ ہوئے اس پر یہ منگنی ختم ہوگئی۔(تاریخ طبری ج۱: ۴۹۳،طبقات ابن سعد ج۸: ۳۹)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت آٹھ نو سال تو ہوگی اسی لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی شادی کرنے پر آمادہ تھے۔بخاری کی مذکورہ حدیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی عمر آٹھ نو سال ہوگی، انی لجاریة (میں نوعمر لڑکی تھی) کے الفاظ سے یہی اندازہ ہوتا ہے۔بخاری ہی کی ایک روایت اور ملاحظہ کیجیے۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا،"جب میں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین کی آغوش میں دیکھا۔کوئی دن ایسا نہ گزرتا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر صبح وشام تشریف نہ لاتے ہوں۔جب مسلمان آزمائشوں میں مبتلا ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ ہجرت کے ارادے سے نکلے"۔

بچے کس عمر میں ہوش سنبھالتے ہیں؟ کم از کم چار پانچ سال عمر تو لازمی ہے۔نبوت کے پانچویں سال ہجرتِ حبشہ نیز نبوت کے تیرھویں سال مدینہ ہجرت کا واقعہ ہوا۔گویا ہجرت حبشہ سے بھی کئی سال پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چار پانچ سال کی تھیں تو لامحالہ ہجرتِ حبشہ کے وقت سال ۵ نبوی میں آپ کی عمر آٹھ نو سال ہی ہوگی جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور ہجرتِ مدینہ کے وقت سولہ سترہ سال ہوگی۔

سیرتِ ابنِ ہشام میں السابقون الاولون کے عنوان سے پہلے اسلام لانے والوں کی

جو فہرست تحریر ہے اس میں بیسویں نمبر پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی موجود ہے۔یعنی نبوت کے پہلے سال آپ اسلام لائیں اسوقت کم ازکم آپ کی عمر چار پانچ سال تو ضرور ہوگی کہ اسلام لانے کے لیے باہوش ہونا ضروری ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نو سال میں رخصتی والی جس روایت کی بناء پر مستشرقین اور اسلام دشمن آقا و مولیٰ ﷺ پر اعتراض کرتے ہیں، وہ روایت مذکورہ روایات کے متعارض اور درایت کے بھی خلاف ہے کہ نو سال کی بچیوں کی رخصتی نہیں کی جاتی۔ان دلائل کی بناء پر ایک خیال یہ ہے کہ ۲ھ میں رخصتی کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کم وبیش سترہ اٹھارہ سال ہوگی۔

بہر حال سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر سے قطع نظر یہ ضرور ثابت ہے کہ نکاح سے قبل حضور ﷺ کو آپ خواب میں دکھا دی گئی تھیں اور یہ بتا دیا گیا تھا کہ یہ آپکی زوجہ ہونگی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا،تم مسلسل تین راتیں مجھے خواب میں دکھائی گئیں۔ایک فرشتہ ریشمی کپڑے پر تمہاری تصویر لیکر آیا اور کہا، یہ آپ کی زوجہ ہیں، ان کا چہرہ دیکھے۔میں نے وہ کپڑا کھولا تو وہ تم تھیں۔(متفق علیہ)

رسول کریم ﷺ کی رضا جوئی کے لیے لوگ اس دن تحفے بھیجتے تھے جس دن آپ کی باری ہوتی تھی۔ازواج مطہرات نے عرض کی، حضور ﷺ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ ہدیے پیش کیا کریں خواہ حضور کسی زوجہ کے گھر ہوں۔آپ نے فرمایا، مجھے عائشہ کے بارے میں ایذا نہ دو۔بلاشبہ مجھے کسی زوجہ کے بستر میں وحی نہیں آتی سوائے عائشہ کے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ سیدہ نے کہا، ہاں کیوں نہیں۔آپ نے فرمایا،

پھر تم عائشہ سے محبت رکھو۔ (مسلم)

رسول کریم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ، عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔ (بخاری کتابُ المناقب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ مرضُ الوصال میں پوچھا کرتے کہ کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ یعنی مراد یہ تھی کہ حضرت عائشہ کی باری کب آئے گی۔ اس پر ازواجِ مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں جلوہ افروز رہیں۔ چنانچہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ اقدس میں رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہی وصال فرمایا۔ (بخاری)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تو حضور ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے بعض صحابہ کو بھیجا۔ پھر نماز کا وقت آ گیا تو پانی نہ ملنے کی وجہ سے انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ جب بارگاہِ نبوی میں یہ معاملہ عرض کیا تو رب تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ اس پر حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ پر جب بھی کوئی مصیبت نازل ہوئی تو رب تعالیٰ نے آپ کو اس سے نجات دی اور مسلمانوں کے لیے اس میں برکت رکھ دی۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرئیل ہیں جو تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا، وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر کہا، میرے آقا! آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔ (بخاری)

آپ کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی سات صفات عطا کی ہیں جو کسی اور کو نہیں ملیں۔ (۱) فرشتہ میری تصویر لیکر نازل ہوا۔ (۲) حضور نے مجھ سے سات سال کی عمر میں

نکاح کیا،نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی اور آپ کے نکاح میں صرف میں کنواری تھی۔ (۳) میرے بستر میں حضور پر وحی نازل ہوتی تھی۔(۴) میں سب سے زیادہ حضور کو محبوب تھی اور میں اس کی بیٹی ہوں جو حضور کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔(۵) میری وجہ سے قرآن میں ان امور میں آیات نازل ہوئیں جن میں امت ہلاک ہورہی تھی (مثلاً تیمم اور حدقذف کے مسائل)۔(٦) میرے سوا کسی زوجہ مطہرہ نے جبریل کو نہ دیکھا۔(۷) میرے حجرے میں حضور کا وصال ہوا، اس وقت میرے اور فرشتے کے سوا کوئی آپ کے قریب نہ تھا۔(طبرانی فی الکبیر،مجمع الزوائد)

آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپکی برأت اور طہارت میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں۔آپ سے دو ہزار دو سو حدیثیں مروی ہیں۔۵۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

4۔اُمُ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو انہیں ایام میں آپ بھی اسلام لائیں۔ پہلے حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں جو اصحابِ بدر میں سے تھے۔

ان کے انتقال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان سے نکاح کے لیے کہا، انہوں نے کہا، میں ابھی نکاح نہیں کرنا چاہتا۔ پھر آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نکاح کی پیشکش کی تو وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب حالات عرض کیے۔حضور ﷺ نے فرمایا، حفصہ کی شادی اس سے ہو گی جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کی شادی اس سے ہو گی جو حفصہ سے بہتر ہے۔

چنانچہ چند دن بعد سیدہ حفصہ کو نبی کریم ﷺ نے نکاح کے لیے قبول فرمالیا اور اپنی صاحبزادی سیدہ اُمِ کلثوم کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

اسکے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا، تم نے مجھ سے حفصہ کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو میں اس لیے خاموش رہا کہ میں جانتا تھا، حضور ﷺ نے حفصہ سے نکاح کے متعلق فرمایا ہے اور میں ان کی بات قبل از وقت نہیں بتانا چاہتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ نبوی میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق عرض کی، وہ راتوں کو بہت عبادت کرنے والی اور روزے رکھنے والی ہیں اور جنت میں بھی آپ کی زوجہ ہیں۔

علم وفضل کے اعتبار سے بھی آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔آپ سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں۔کثیر صحابیہ اور تابعی خواتین آپ کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہیں۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کا جو نسخہ تیار کرایا تھا وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ ہی کی تحویل میں رہا۔ ۴۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

5۔ اُمُ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنو عامر سے تعلق رکھتی تھیں۔نہایت عبادت گزار اور سخی دل خاتون تھیں۔ زمانۂ جاہلیت میں مساکین پر بیحد شفقت کرنے اور انہیں کھانا کھلانے کے باعث لوگ آپ کو اُمُ المساکین کہتے تھے۔آپ کا پہلا نکاح حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا جو غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ مشہور ہے کہ انہوں نے جنگ سے پہلے یہ دعا مانگی:

''اے خالق و مالک! مجھے ایسا مدمقابل عطا کر جو نہایت بہادر اور غضبناک ہو، میں تیری راہ میں لڑتا ہوا مارا جاؤں اور وہ میرے ہونٹ، ناک اور کان کاٹ ڈالے پھر جب میں تیرے پاس آؤں اور تو پوچھے، اے عبداللہ! تیرے ہونٹ، ناک، کان کیوں کاٹے گئے تو میں عرض کروں، اے اللہ! تیرے اور تیرے رسول کے لیے''۔

ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور انہیں غیب سے شہادت کی بشارت ہوئی۔ وہ اس قدر بے جگری سے لڑے کہ انکی تلوار ٹوٹ گئی۔ احمدِ مختار ﷺ نے انہیں کھجور کی چھڑی عطا فرمائی جو انکے ہاتھ میں تلوار بن گئی اور اس سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

اسی سال حضور ﷺ نے سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ بہت کم مدت حضور کی خدمت میں حیات رہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ دوسری زوجہ مبارکہ ہیں جن کا حضور ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں وصال ہوا۔ امہاتُ المؤمنین میں صرف آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن فرمایا۔ ماہ ربیع الثانی ۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

6۔ اُمُ المؤمنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا:

آپ کا اصل نام ہند اور کنیت اُمِ سلمہ ہے۔ آپ کا پہلا نکاح حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے ہوا جو حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ آپ نے دونوں مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر حبشہ سے مدینہ آئیں۔ آپ پہلی صحابیہ ہیں جنہوں نے مدینہ ہجرت فرمائی۔

آپ نے نبی کریم ﷺ سے سن رکھا تھا کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے وہ یہ دعا مانگے، اَللّٰھُمَّ اٰجُرۡنِیۡ فِیۡ مُصِیۡبَتِیۡ وَ اخۡلُفۡ لِیۡ خَیۡرًا مِنۡھَا۔ ''اے اللہ! اس مصیبت میں

مجھے اجرعطا فرما اور مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرما''۔اس دعا کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ، جونقصان ہوا، اس سے بہتر نعم البدل عطا فرمائے گا۔

آپ فرماتی ہیں، حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد میں اس دعا کو پڑھتی اور اپنے دل میں کہتی، ابوسلمہ سے بہتر مسلمانوں میں کون ہوسکتا ہے۔لیکن حضور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں یہ دعا پڑھتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر شوہر یعنی نبی کریم ﷺ عطا فرمائے۔

آقا و مولیٰ ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے حضور ﷺ کے چند موئے مبارک چاندی کی ڈبیا میں محفوظ کیے ہوئے تھے۔صحابہ کرام میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تو وہ ایک پیالہ پانی لے کر آتے، آپ اس پانی میں حضور ﷺ کے موئے مبارک ڈبو دیتیں۔ان کی برکت سے مریض کو شفا ہو جاتی۔(بخاری)

آپ صاحبِ فتاویٰ صحابیات میں سے ہیں۔علم وفضل کے اعتبار سے امہات المؤمنین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ کا درجہ ہے۔آپ سے تین سو اٹھتر (۳۷۸) احادیث مروی ہیں۔کثیر صحابیات اور تابعین نے آپ سے استفادہ کیا۔

آپ نے چوراسی سال عمر پائی اور سب امہات المؤمنین کے آخر میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۶۲ھ میں وصال فرمایا۔

7۔ اُمُ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

آپ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی زاد ہیں۔آپ کا نام پہلے بَرّہ تھا، حضور ﷺ نے تبدیل فرما کر زینب رکھا۔آپ پہلے اسلام لانے اور ہجرت کرنے والی خواتین میں سے ہیں۔

پہلے آپ حضور ﷺ کے آزاد کردہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔انہوں نے طلاق دیدی تو عدت کے بعد حضور ﷺ نے انہی کے ذریعہ آپ کو پیغام بھیجا۔حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب میں زینب کے پاس گیا تو وہ میری آنکھوں میں ایسی بزرگ معلوم ہوئیں کہ میں انکی طرف نظر نہ اٹھا سکا۔آپ نے کہا، میں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دوں گی جب تک اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں۔

پھر آپ مصلے پر گئیں اور دو رکعت پڑھ کر سجدے میں دعا کی، الٰہی! تیرے نبی نے مجھے پیغام بھیجا ہے اگر میں انکے لائق ہوں تو مجھے ان کی زوجیت میں دیدے۔اسی وقت آپ کی دعا قبول ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی،

''پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئ تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دیدی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں (منہ بولے بیٹوں) کی بیبیوں میں، جب ان سے ان کا کام ختم ہوجائے''۔(الاحزاب:۳۷، کنزالایمان)

اس وحی کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا، کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور یہ بشارت دے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے میری زوجیت میں دے دیا ہے۔حضور ﷺ کی خادمہ سلمٰی رضی اللہ عنہا دوڑیں اور یہ خوشخبری سنائی۔اس پر آپ نے اپنے زیورات اتار کر اس خادمہ کو دیدیے اور سجدۂ شکر ادا کیا اور نذر مانی کہ دو ماہ کے روزے رکھوں گی۔

آپ دیگر ازواج کے سامنے اس بات پر فخر کیا کرتیں کہ تمہارا نکاح حضور ﷺ سے تمہارے والدین نے کیا ہے اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور اس کے گواہ جبریل ہیں۔آپ ہی کی وجہ سے حجاب کا حکم نازل ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، تم میں سے مجھ سے پہلے وہ

ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔اس پر ہم اپنے ہاتھ ناپنے لگیں۔(جسمانی طور پر سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے لیکن جب سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا وصال پہلے ہوا تو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد زیادہ صدقہ دینا ہے لہٰذا) سب سے لمبے ہاتھ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کیا کرتیں اور صدقہ وخیرات زیادہ کرتیں۔(مسلم)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی عورت کو بہت زیادہ نیک اعمال کرنے والی، زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والی، صلہ رحمی کرنے والی اور اپنے نفس کو عبادت میں مشغول رکھنے والی نہ دیکھا۔آپ سے گیارہ احادیث مروی ہیں۔آپ کا وصال ۵۳ برس کی عمر میں ۲۰ ھ میں ہوا۔

8۔ اُمُ المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

آپ کا اصل نام بھی بِرہ تھا جو حضور ﷺ نے تبدیل فرما کر جویریہ رکھا۔آپ کا پہلا نکاح آپکے عم زاد سے ہوا تھا۔آپ کے شوہر اور والد دونوں اسلام کے سخت دشمن تھے۔ آپ کے والد قبیلہ بنو مصطلق کے سردار تھے۔انھوں نے مدینہ پر حملہ کی تیاری شروع کی تو حضور کو خبر ہوگئی۔اسلامی فوج مدینہ سے روانہ ہوئی اور شعبان ۵ ھ میں مریسیع میں مختصر لڑائی کے بعد فتح ہوئی۔

فتح کے بعد حضور ﷺ ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا آئیں اور عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئی ہوں۔میں اس قبیلہ کے سردار حارث کی بیٹی ہوں، اب قیدی کے طور پر ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آ گئی ہوں۔وہ اس پر راضی

ہیں کہ اتنے مال کے عوض مجھے چھوڑ دیں گے لیکن میں اس قدر مال ادا نہیں کرسکتی لہٰذا آپ میری مدد فرمائیں۔آپ نے فرمایا، میں وہ رقم ادا کروں گا اور تمہارے ساتھ اس سے بھی بہتر سلوک کروں گا۔عرض کی، اس سے بہتر کیا ہوگا؟ فرمایا، تمہیں اپنی زوجیت کا شرف بخشوں گا۔اس پر آپ خوش ہوگئیں۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور ﷺ جب بنو مصطلق جہاد کے لیے تشریف لائے اس سے چند روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ مدینہ سے چاند چلتا آرہا ہے یہانتک کہ وہ میری آغوش میں اتر آیا۔میں نے یہ خواب کسی سے بیان نہ کیا۔البتہ میں نے اپنے خواب کی خود ہی یہ تعبیر لی تھی جو پوری ہوگئی۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے حرمِ نبوی میں داخل ہوتے ہی صحابہ کرام نے باہم کہا، ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ آقا و مولیٰ ﷺ کی زوجہ مطہرہ کے رشتہ داروں کو قید میں رکھیں۔چنانچہ ان کے قبیلے کے سو سے زائد قیدیوں کو رہا کردیا گیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ازواجِ مطہرات میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ اپنی قوم کے لیے خیر و برکت والی کوئی اور نہیں دیکھی۔

آپ ہی کا ایک اور ارشاد ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بڑی شیریں اور نہایت حسین وجمیل تھیں، جو کوئی ان کو دیکھتا وہ ان کو اپنے دل میں جگہ دینے پر مجبور ہوجاتا۔

آپ بڑی عبادت گزار اور ذاکرہ تھیں۔آقا و مولیٰ ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو آپ کو اکثر عبادت میں مشغول پاتے۔آپ سے سات احادیث مروی ہیں۔

آپ کا وصال ۶۵ سال کی عمر میں ۵۰ھ میں ہوا۔

9۔ اُمُ المؤمنین سیدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا:

آپ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ آپ ابتدا ہی میں اسلام لائیں اور حبشہ کی جانب ہجرتِ ثانیہ کی۔ آپ کا پہلا شوہر عبیداللہ بن جحش مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور حبشہ میں فوت ہوا۔ اور آپ اسلام پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

آپ فرماتی ہیں، ''میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے ''یا اُم المؤمنین'' کہہ رہا ہے۔ میں نے اس سے یہ تعبیر لی کہ رسول کریم ﷺ مجھ سے نکاح فرمائیں گے''۔ چنانچہ حضور ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ وہ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے لیے نکاح کا پیغام دیں اور نکاح کر دیں۔ یہ پیغام ملنے پر آپ بہت خوش ہوئیں اور آپ نے خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل بنایا۔ نجاشی نے آپ کے نکاح کا خطبہ پڑھا اور سب شرکاء کو کھانا کھلایا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام سے پہلے ایک مرتبہ مدینہ منورہ آئے تو آپ سے ملنے آئے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو آپ نے وہ بستر لپیٹ دیا اور اپنے والد سے کہا، یہ بستر طاہر و مطہر ہے اور تم نجاستِ شرک سے آلودہ ہو اس لیے اس پر نہیں بیٹھ سکتے۔ یہ آپ کی آقا و مولیٰ ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔

آپ نے اپنے وصال سے قبل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، مجھے اُن امور میں معاف کر دو جو ایک شوہر کی بیویوں کے درمیان ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا، رب تعالیٰ تمہیں معاف کرے، ہم نے بھی معاف کیا۔ آپ نے کہا، اللہ تعالیٰ

تمہیں خوش رکھے، تم نے مجھے خوش کر دیا۔

آپ پاکیزہ ذات، حمیدہ صفات، جواد وسخی اور عالی ہمت خاتون تھیں۔اسلام کی خاطر طویل سفر کی صعوبت اور تنگی و غربت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔آپ آقا و مولیٰ ﷺ کے ارشادات پر پابندی سے عمل پیرا ہوتیں۔آپ سے پینسٹھ (۶۵) احادیث مروی ہیں۔ ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا۔

10۔ اُمُ المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیئ رضی اللہ عنہا:

آپ بنی اسرائیل سے، قبیلہ بنو نضیر سے ہیں۔ان کا شوہر کنانہ غزوۂ خیبر میں قتل ہوا اور یہ اسیرانِ جنگ کے ساتھ قبضے میں آئیں ۔حضور ﷺ نے ان سے فرمایا، اے صفیہ! تمہارے باپ نے میرے ساتھ ہمیشہ دشمنی و عداوت رکھی یہانتک کہ وہ قتل ہو گیا۔انہوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ کسی بندے کے گناہ کے بدلے کسی دوسرے کو نہیں پکڑتا۔حضور ﷺ نے انہیں اختیار دیا کہ چاہیں تو آزاد ہو کر اپنی قوم سے مل جائیں یا اسلام لا کر حضور ﷺ کے نکاح میں آجائیں۔انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! میں اسلام کی آرزو رکھتی تھی اور میں نے آپ کی رسالت کی تصدیق آپ کے دعوت دینے سے پہلے کی ہے۔اب جبکہ میں نے آپ کے دربارِ گہر بار میں حاضر ہونے کا شرف پایا ہے تو مجھے کفر و اسلام کے درمیان اختیار دیا جا رہا ہے۔خدا کی قسم! مجھے اپنی آزادی اور اپنی قوم کے ساتھ ملنے سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ محبوب ہے۔

ممکن ہے کہ اس طرح حضور ﷺ کو انکے حال کا امتحان لینا اور ان کی صداقت جانچنا مقصود ہو۔اس کے بعد حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرما لیا۔دوسرے

دن حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا، جس کے پاس جو چیز ہو وہ لے آئے۔لوگوں نے کھجور، پنیر اور گھی لاکر دسترخوان پر رکھ دیے۔ پھر ان چیزوں سے ملیدہ (حیس) تیار کیا گیا۔ حضور ﷺ کی برکت سے سب لوگ شکم سیر ہو گئے۔آپ کا ولیمہ حضور اکرم ﷺ کے نزدیک بڑی عزت وشان والا تھا۔

اس نکاح سے قبل سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے بھی خواب دیکھا تھا کہ ان کی گود میں چاند اتر آیا ہے۔حضور ﷺ اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ دونوں کے نکاح اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسن و جمال کی شہرت سن کر ازواجِ مطہرات اور مدینے کی خواتین انہیں دیکھنے آئیں۔جب دیکھ کر جانے لگیں تو نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے آئے اور پوچھا، تم نے صفیہ کو کیسا پایا؟ جواب دیا، یہودیہ ہے۔آپ نے فرمایا، یوں نہ کہو، وہ اسلام قبول کر چکی ہیں اور ان کا قبولِ اسلام اچھا اور بہتر ہے۔

ایک دن حضور ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے تو آپ کو روتے ہوئے پایا۔رونے کا سبب پوچھا تو عرض کی، عائشہ اور حفصہ کہتی ہیں کہ ہم صفیہ سے بہتر ہیں کیونکہ ہمیں رسول کریم ﷺ کے نسب کی شرافت حاصل ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا، تم نے کیوں نہ کہا کہ تم کیسے بہتر ہو جبکہ میرے باپ ہارون علیہ السلام اور چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

حضور ﷺ کے زمانۂ علالت میں سب امہات المؤمنین جمع تھیں۔سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، خدا کی قسم! میں محبوب رکھتی ہوں کہ آپ کا یہ مرض مجھے ہو جائے۔اس پر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس بات کو بناوٹ جان کر انکی طرف دیکھا تو حضور ﷺ نے فرمایا، خدا کی قسم! صفیہ سچی ہے یعنی ان کا اظہارِ عقیدت بناوٹی اور نمائشی نہیں بلکہ وہ سچے دل سے یہی چاہتی ہے۔

آپ سے دس احادیث مروی ہیں۔ساٹھ سال کی عمر میں سن ۵۰ ھ میں آپ کا وصال ہوا۔جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

11۔ اُمُ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا:

حضرت میمونہ بنت حارث عامریہ رضی اللہ عنہا کا بھی پہلا نام برّہ تھا،حضور ﷺ نے تبدیل فرما کر میمونہ رکھا۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ایسے بے مثل داماد رکھتی ہیں جو کسی اور عورت کو میسر نہیں۔ایک داماد تو رسول کریم ﷺ ہیں دوسرے داماد حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ آپ کی بہن اُمُ الفضل رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔آپکی دوسری بہن لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا،خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

ام میمونہ کے پہلے شوہر سے دو بیٹیاں تھیں ایک اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں۔دوسری بیٹی زینب (یا سلمٰی) بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہیں جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ان کی شہادت کے بعد شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سن ۷ ھ میں بیوہ ہوئیں تو انکے بہنوئی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! آپ میمونہ سے نکاح فرمالیں۔چنانچہ حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلے پر مقام سرف میں آپ سے نکاح فرمایا۔آپ حضور ﷺ کی آخری زوجہ مبارکہ ہیں،آپ کے بعد حضور ﷺ نے کسی سے نکاح نہ فرمایا۔

جب حضور ﷺ کا نکاح کا پیغام سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو پہنچا تو وہ اپنے اونٹ پر سوار

تھیں۔ پیغام سن کر آپ نے کہا، ''یہ اونٹ اور جو کچھ اس اونٹ پر ہے سب اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے''۔ مراد یہ ہے کہ آپ نے خود کو حضور ﷺ کے لیے ہبہ کر دیا تھا اور یہ بات حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

اُمُ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہم میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والی اور رشتہ داروں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ کثرت سے نمازیں پڑھتیں اور لوگوں کو حکمت کے ساتھ دینی مسائل سکھاتیں۔ آپ سے چھہتر (۷۶) احادیث مروی ہیں۔

جہاں آپ کا نکاح ہوا تھا وہیں ۵۱ھ میں آپ کا وصال ہوا اور آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔ جب جنازہ اٹھانے لگے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مبارکہ ہیں، جنازہ جھٹکے کے ساتھ نہ اٹھاؤ اور ہلا ہلا کر نہ چلو بلکہ ادب سے آہستہ آہستہ چلو۔

(ماخوذ از مواہب الدنیہ، مدارج النبوت)

تعدد ازواج کی حقیقت:

نبی کریم ﷺ نے ایسے معاشرے میں پرورش پائی جہاں خواہشاتِ نفسانی کی آزادانہ تسکین کوئی عیب نہ سمجھی جاتی تھی۔ اس کے باوجود آپ پچیس سال کی عمر مبارک تک کسی عورت کی طرف مائل نہ ہوئے۔ آپ اپنے پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق کی بناء پر صادق وامین کے القاب سے پکارے جاتے تھے۔

آپ کو پچیس سال کی عمر میں آپ سے پندرہ سال بڑی عمر کی خاتون نے شادی کا پیغام دیا جو صاحبِ اولاد بیوہ تھیں اور جن کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے۔ آپ نے عمر کے

اس واضح فرق کے باوجود اُن دو بار بیوہ ہونے والی خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا۔قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ پچاس سال کی عمر مبارک ہونے تک وہ تنہا آپ کی زوجہ رہیں۔یعنی آپ نے عین شباب کا عرصہ پچیس سال اس معمر بیوہ خاتون کے ساتھ گزارے اور وہ بھی اس طرح کہ ایک ایک ماہ گھر چھوڑ کر غارِ حرا میں عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

جس مقدس ہستی نے اپنی جوانی کے پچیس سال ایک معمر بیوہ خاتون کے ساتھ اس طرح گزارے ہوں کہ کسی دشمن کو بھی انکے کردار پر انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملا ہو، اور اپنی اس زوجہ سے ایسی محبت کی ہو کہ اس کے وصال کے بعد بھی اسے فراموش نہ کیا ہو، کیا اس مقدس ہستی کے متعلق کوئی یہ گمان کرسکتا ہے کہ ان کی کسی شادی کی وجہ خواہشِ نفس ہوسکتی ہے؟ کوئی منصف مزاج ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد سیدہ سودہ جو کہ ایک بیوہ خاتون تھیں، آپ نے ان سے نکاح کر کے انہیں تحفظ اور سہارا دیا۔سن ۲ ھ میں سیدہ عائشہ کی رخصتی عمل میں آئی جبکہ اس وقت آپ کی عمر چوّن (۵۴) سال ہوچکی تھی۔اس عمر میں پہلی بار آپ کی دو ازواج جمع ہوئیں۔اس کے ایک سال بعد سیدہ حفصہ پھر کچھ ماہ بعد سیدہ زینب بنت خزیمہ آپ کی زوجیت میں آئیں۔سیدہ زینب صرف تین یا آٹھ ماہ آپ کی زوجیت میں رہ کر فوت ہوگئیں۔ رضی اللہ عنھن

۴ ھ میں سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور ۵ ھ میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ کی زوجیت میں آئیں جبکہ آپ کی عمر مبارک ستاون (۵۷) سال ہوچکی تھی۔

سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد اتنی بڑی عمر میں آ کر آپ کی چار بیویاں جمع ہوئیں۔جبکہ آپ اس سے قبل بھی چار نکاح کر سکتے تھے جس وقت امت کو چار ازواج کی

اجازت ملی تھی لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا حالانکہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ جتنے چاہیں، نکاح فرمائیں۔

۶ ھ میں سیدہ جویریہ اور ۷ ھ میں سیدہ اُم حبیبہ، سیدہ صفیہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنھن آپ کی زوجیت میں آئیں۔ انکے حالات پہلے تحریر ہو چکے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ کی ازواج مطہرات میں سوائے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب بیوہ تھیں۔ نیز آپ کے اکثر نکاح پچپن (۵۵) سال سے اُنسٹھ (۵۹) سال کی عمر میں ہوئے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ کے نبی جو کرتے ہیں وہ حق تعالیٰ ہی کی مرضی سے کرتے ہیں۔ یہ پانچ سالہ عرصہ آپ کے پیغمبرانہ مشن کا اہم ترین دور تھا۔ ایک طرف آپ غزوات میں اسلامی فوج کی قیادت فرمارہے تھے تو دوسری طرف اسلامی قوانین کی تشکیل وتعلیم اور مسلمانوں کی تربیت میں مصروفِ عمل تھے۔

اسی تعلیم وتبلیغ کی دینی ضرورت کے پیشِ نظر آقا ومولیٰ ﷺ کے لیے تعددِ ازواج ایک ضروری امر تھا۔ چونکہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں رسول کریم ﷺ کی راہنمائی کی ضرورت نہ ہو خصوصاً بیویوں سے تعلقات اور ان میں عدل، اپنی اولاد اور سوتیلی اولاد کی تربیت و پرورش، جنابت وطہارت کے مسائل وغیرہ، اس طرح کے بیشمار معاملات میں امت کو ازواجِ مطہرات ہی کے ذریعے راہنمائی ملی ہے۔

ازواج مطہرات کی بعض دینی خدمات کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ دینی تعلیم وتدریس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام رسول کریم ﷺ نے خود بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا، ''تم اپنے دو تہائی دین کو عائشہ صدیقہ سے حاصل کرو''۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں کسی کو معانیٔ قرآن، احکامِ حلال وحرام،

اشعارِ عرب اور علم الانساب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔ آپ نے وصالِ نبوی کے بعد اڑتالیس (۴۸) سال تک دین پھیلایا۔

تعددِ ازواج سے قبائلی عصبیت کا خاتمہ ہوا، معاشرتی استحکام میں مدد ملی، غیر اسلامی رسوم کی بیخ کنی ہوئی اور سیاسی فوائد حاصل ہوئے، ان نکات کی تفصیل کو ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا ہے۔